~~۲۷۴۶~~

مبارک مباحثہ

۱۹۶۰ء

کوئی صاحب بلا اجازت مصنف طبع کا قصد نہ کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مباحثہ مبارک

جو

مابین اہل اسلام و آریہ سماج ۲۳ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو بمقام شاہجہاں پور
تارین ٹکلی میں زیر اہتمام منشی ولایت حسین خانصاحب

ہوا تھا

جسمیں اہل اسلام کی طرف سے مولانا مولوی محمد مبارک حسین صاحب محمودی سنبھلی (شیر اسلام)
مدرس اول مدرسہ عربیہ دار العلوم جامع مسجد میرٹھ شہر مناظر تھے اور آریہ سماج کی طرف سے بابو
پنڈت برجکشور صاحب شاہجہانپوری تھے

باہتمام منشی شمس الدین پرنٹر
مطبع شمس الانوار میرٹھ گدڑی بازار میں طبع ہوا

قیمت فی جلد تین آنہ

مدرسہ عالیہ فرقانیہ

بیل باغ جبل پور

اِس مدرسہ نے جو اس قلیل عرصہ میں ترقی کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اِسوقت تک مدرسہ ایک دوسرے شخص کے مکان میں تھا عمائدینِ شہر کی توجہ سے اسکی عمارت کا کام شروع ہو گیا ہے ہی خواہ اسلام سے امید ہے کہ وہ اِس کارِ خیر میں فراخ حوصلگی کیساتھ امداد فرما کر عندالناس مشکور و عنداللہ ماجور ہونگے۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر پتہ ذیل پر ہونی چاہئے۔

(حافظ) جمیل الرحمن ناظم مدرسہ عالیہ فرقانیہ بیلباغ جبلپور

هو المعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد شاہجہانپور کی خوش قسمتی سے یہ نادر موقع ایک خوشگوار منظر کی شان رکھتا ہے مسلمانان شہر کی خواہش پر حضرات ذیل نے اپنی تشریف آوری سے نہ صرف شرف بخشا بلکہ ایک پاک یادگار بنا کر ممنون فرمایا۔

اسمائے گرامی علمائے کرام

جناب مولانا مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب (ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر)

جناب مولانا مولوی محمد مبارک حسین صاحب محمودی سنبھلی (شیر اسلام) مدرس اوّل مدرسہ عربیہ دار العلوم جامع مسجد میرٹھ

جناب مولانا مولوی معظم علی صاحب نجیب آبادی مدرس مدرسہ امدادیہ

مراد آباد

جناب مولانا مولوی عبد الحق صاحب ...... مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد

۲۲ر فروری ۱۹۲۰ء کو جناب مولانا شیر پنجاب صدر جلسہ ہوئے

اور حضرت مولانا محمد مبارک حسین صاحب اور پنڈت بیج کشور صاحب کی

مابین گفتگو ہوئی اور جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس مدرسہ

عین العلم نے تمام مضامین قلمبند کئے جو آیندہ صفحات پر ناظرین ملاحظہ

فرمائینگے۔

خدا کا شکر ہی کہ اس گفتگو کا نتیجہ مسلمانوں کی

موافق اور آریہ سماج کی خلاف ہا

کتبہ ولایت خاں سکرٹیری جلسہ

اشتہار جلسہ جو قبل شائع ہوا تھا

نوید جانفزا

لسان الہند جناب مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری و جناب مولانا محمد مبارک حسین صاحب محمودی سنبھلی و جناب مولانا مرتضیٰ احسن صاحب مرادآبادی کے اسماء گرامی سے ہر شخص بخوبی واقف ہے۔ ہماری خوش قسمتی سے یہ بزرگان دین اس شہر میں تشریف لانیوالے ہیں اور ۲۱ فروری سے ۲۳ فروری سنہ ۲۰ء تک جلسہ عام میں بمقام تاریخی ٹکلی وعظ فرمائینگے ناظرین سے امید ہے کہ اس جلسہ میں تشریف لاکر علماء کرام کی گرانمایہ تقریر سے بہرہ اندوز ہونگے۔ تزکیہ نفس و انجلاء قلب کا نہایت نادر موقع ہے وما علینا الا البلاغ۔ (نوٹ متعلقہ اشتہار برحاشیہ رسالہ ہذا)

المشتہران

خادم قوم محمد ولایت ہملی و برکت خاں و فضل احمد خاں و شجاع الدین خاں مہتممان جلسہ اسلامیہ

شاہجہانپور

۲۱ر فروری کو جناب مولانا ثناء اللہ صاحب نے قادیانی
خیالات کی تردید میں زبردست تقریر کی اور اخیر میں اعلان کیا گیا
کہ اگر قادیانی صاحبان اپنا رفع شکوک کریں تو کرسکتے ہیں مگر
کسی نے دم نہ مارا۔

۲۲ر فروری کی صبح کو جناب مولانا محمد مبارک حسین صاحب نے
ثبوت قیامت و دوزخ و جنّت پر ایک فلسفیانہ رنگ میں
تقریر کی اور دیگر مذاہب پر بھی کچھ موقع بموقع روشنی ڈالتے
جاتے تھے۔ اِسی درمیان میں آریہ سماج کی جانب سے
حسب ذیل تحریر پہونچی۔

جناب سکریٹری صاحب جلسہ آپکے نوٹس عام کی بناء پر مجھ
ایک طالب علم کا شوق ہی کہ اسلام کی بابت کچھ دریافت کروں

اب آٹھ بجے کا وقت ہے لیکچر ہو رہا ہے مجبوراً آپ کو اطلاع کرتا ہوں۔

برج کشور بقلم خود

جواب منجانب اہلِ اسلام

جناب پنڈت صاحب؟ حضرت مولانا مباحثہ کے لئے تیار ہیں اور یہہ جلسہ تبادلہ خیالات کی نیت سے کیا گیا ہے۔ آپ تیار ہو جیے آپکی خواہش پر گفتگو شروع ہوگی۔ خدا کرے آپ کے خیالات کی اصلاح ہو۔........................ ولایت خاں سکریٹری جلسہ

آغازِ مباحثہ

خلاصہ تقریر مولوی صاحب

عزیزانِ گرامی! میری اِس طویل تقریر کے آخری حصہ سے یہ خوب اچھی طرح آپ کے ذہن نشین ہو گیا ہو گا کہ قیامت کا ہونا اور اسکے بعد

جزاء و سزا کا مرتب ہونا اور ہر ایک کا اثر اپنے معدن میں باقی رہنا
کہ جسکو بہشت اور دوزخ کے نام سے مُسلمان تعبیر کرتے ہیں اور
سورگ اور نرگ کے نام سے اہل ہنود پکارتے ہیں یہ سب عقل صحیح کے
نزدیک درست ہی کیونکہ تمام کائنات جو صورتاً ایک شے نظر آتی
ہی جب یہ مرتبہ کمال کو پہونچیگی تو یقیناً اِس کے اجزاء ٹوٹ پھُوٹ کے
بھلے اور بُرے جدا ہو جاوینگے۔ بھلے اچھی جگہ اور بُرے بُری جگہ جاوینگے

مثال اوّل

اِس کی مثال یوں خیال کریجئے کہ کھیتی جو مختلف اجزاء سے مرکب ہے
جب وہ پکنے کو پہونچتی ہے تو اوسکا مالک اوسکو کاٹ کر اسکی ہر ایک حصّے
کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ بھُس جانوروں اور اناج آدمیوں کے لیے
رکھا جاتا ہے۔ بھُس ایک معمولی اور ادنیٰ درجہ کی جگہ یوں ہی ڈالدیا جاتا ہے

اور آناج اعلےٰ درجہ کے مکان میں نہایت حفاظت سے رکھا جاتا ہے۔

اسی طرح

حق تعالےٰ جل شانہ کے حکم کی مطابق تمام عالم کو توڑکر حصّے کر دیئے جاوینگے مُشرکین کو دوزخ اور موحّدین کو جنّت میں داخل کیا جاویگا یہ نتیجہٗ اعمال کا اثر ہوگا۔

مثال دویم

دیکھئے اِنسان جب غذا کھاتا ہے اوسمیں دو قسم کے اجزاء ہوتے ہیں۔ ایک تو بہتر جو جُزو بدن بنکر انسان کو ہر قسم کی تقویت پہنچاتے ہیں اور مدار صحت کہلائے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو کہ فضلہ بنکر خارج ہوتے ہیں۔ یہ تفریق معدے سے ہوتی ہے بہترین اجزاء تو جگر کے حوالے ہوتے ہیں اور وہاں سے وہ حسبِ قاعدہ طبیتاً اپنے اپنے نفع کی درپے ہوتے ہیں

اور دوسری انتڑیوں میں پہنچکر فضلہ بنتے اور موافق قواعد طبیہ کی میلا ہو کر نکلجاتی ہیں۔

غرض خلاصہ یہ ہے کہ جو اجزار عمدہ ہوتے ہیں اُن سے خون وغیرہ بنتا ہے اور جو بُرے اور فضول ہوتے ہیں وہ تفریق کے بعد خارج ہو کر کسی بُری جگہ جا پڑتے ہیں اِسی طرح عالم کی دو قسم کے اجزار ہیں اور وقت معین پر اِن کی تفریق ہو گی اور تفریق کے بعد بہترین اجزار تو بہتر جگہ جاوینگے اور جو مثل فضلہ کے ہیں وہ اپنی موافق کسی دوسری جگہ جاوینگے بہر حال دونوں قسم کے اجزار دو محل کو چاہتے ہیں۔

پہلی قسم کے محل کا نام بہشت ہی اور دوسری قسم کی اجزار کے محل کا نام دوزخ ہی۔ اسکا پتہ دوسرے مذاہب کی کتابوں سے بھی چلتا ہے۔ اِسکی تصریح منوسمرتی میں موجود ہے بشرط خواہش دکھا سکتا ہوں:۔

پنڈت صاحب۔ جناب مولوی صاحب ہمکو آپ سے دوزخ اور
جنّت کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہے؟ آپ کے قرآن شریف
میں جو دوزخ اور جنت مذکور ہے اسکی ذرا صاف طور پر عقلی دلائل
سے تقریر فرمادیجئے کہ یہ عقلی طور پر ثابت ہی یا نہیں پھر ہمکو آپ سے اسکے
متعلق کچھ اور سوالات کرنے ہیں۔ ذرا صاف صاف بیان کیجئے وقت
ضائع نہ فرمائیے جیسا کہ اکثر مولوی صاحبان کی عادت ہی لہذا آپ
بیان فرمائیے میں سنتا ہوں کہ اسکا کچھ پتہ ہے یا نہیں۔ اسکے
بعد پھر کچھ عرض کروں گا۔

مولوی صاحب۔ صاحبان میں نے نہایت زبردست اور
واضح طریقہ سے ثبوت دوزخ اور جنّت پر تقریر کی اور مثالیں صاف
طور پر عرض کی تھیں جنسے آپ حضرات بخوبی واقف ہوگئے ہونگے افسوس ہے

دوست پنڈت صاحب انکار فرماتے ہیں۔ اسکے متعلق میں یہ شعر

فارسی کا عرض کرونگا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ میں نے اپنی تقریر میں ثابت کیا تھا کہ اس

عالم کی ترکیب بھلے اور بُرے سے ہی یعنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے

اور جب یہ مرتبہ کمال کو پہونچیگا تو قانون فطرۃ کے مطابق ٹوٹ کر

کسی نہ کسی دن بھلے اور بُرے علحدہ علحدہ ہو جاوینگے پھر جدا ہونیکے

بعد بھلے اچھی اور بُرے بُری جگہ جاوینگے اور میں نے ایک کھیتی کی مثال

پیش کی تھی۔ دوسری غذا کے اجزاء کی تفریق سے اور تجربہ مشاہدہ سے

ثبوت پیش کیا تھا جو آپ حضرات کو یاد ہوگا اور اسی اچھی جگہ کا نام

میں نے بہشت اور بری جگہ کا نام دوزخ بتایا تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں مختلف نوعیت کیساتھ متعدد جگہ فرمایا ہی۔ میرے دوست

پنڈت سورج کشورجی کو سمجھنا چاہیئے کہ ایسی واضح دلیل کے مقابلہ میں انکار

کرنا گویا آفتاب نیم روزہ کا انکار کرنا ہی اور یہی تمرّدی اور ہٹ دھرمی

کہلاتی ہے اور مہاشہ سوامی دیانند نے بھی ستیارتھ پرکاش کے

صفحہ ۲ پر بہت بڑے لفظوں میں ایسے شخصوں کا تذکرہ فرمایا ہی۔ میں آپکو اب

اور ایک جدید طرز پر سمجھاتا ہوں۔

سُنئے

آپکو دُنیا کے اندر آرام اور تکلیف دیکھتے ہوئے یہ سبق حاصل کرلینا چاہیئے

کہ جو آرام اور تکالیف پیش نظر ہیں انکا برابر سلسلہ میں موجود رہنا خبر دیتا ہی

کہ ہر ایک کا تعلق کسی بڑے مخزن سے ہے جسطرح نہر کی وجود کا پتہ ہمکو دریا

اور گولوں سے چلتا ہے۔ جب ہم پانی کے سلسلہ کو دیکھتے ہیں تو
ہماری صحیح عقل ہمکو مشورہ دیتی ہے کہ اس رابطہ کا تعلق کسی بڑی نہر
سی ہے جو انکا مخزن ہے کیونکہ بغیر مخزن کی طاقت کے اسقدر پانی کا
متواتر آنا ناممکن ہو پس میں اس مثال کے بعد عرض کرتا ہوں کہ آرام کا
بھی ایک مخزن ہونا ضروری ہوا اور تکلیف کا بھی مخزن ہونا ضروری ہوا
چاہے ہمکو یہ محسوس نہو مگر یہ یقینیات سے ہی کہ دونوں کیواسطے دو مخزن
ضروری ہیں۔ پس سلسلہ تکلیف کی مخزن کا نام دوزخ ہے اور سلسلہ آرام کے
مخزن کا نام جنت ہو ان دونوں کا پتہ ستیارتھ پرکاش اور منوسمرتی میں بھی
ملتا ہے جو میں اپنے دوست کی خواہش پر پیش کرنیکو تیار ہوں سہ

نازک خیالیاں مری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بشر ہوں شیشہ سے پتھر کو توڑدوں

پنڈت صاحب۔ ذرا مولانا صاحب یہ تو فرمائیے کہ جنت اور دوزخ کہاں ہی اور شاہجہانپور سے کسقدر فاصلہ پر ہے۔ یہ بھی فرمائیے کہ جنت کسکے واسطے ہی اور دوزخ کسکے واسطے ہی۔

مولوی صاحب۔ صاحبان میں آپکو توجہ دلاتا ہوا عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی تقریر میں نہایت صاف طور پر دو مرتبہ یہ امر واضح کردیا کہ دوزخ بداعمالوں کیلئے اور جنّت نیک عمل والوں کیلئے ہے اور نیک اور بد کا مدار خاتمہ پر ہے۔ میرے دوست پنڈت صاحب چونکہ گھبرا رہے ہیں اسوجہ سے دھیان نہیں رہتا لہذا میں اپنے دوست کو توجہ دلاتا ہوں کہ سہولت سے انٹ کیا کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ دوزخ اور جنّت کہاں ہی سو جناب جنّت آسمانوں پر ہے جسکی کیفیت کا بیان مجھپر قواعد مباحثہ میں ضروری نہیں اگر آپ طلب فرمائینگے تو تفصیلاً عرض کرونگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ شاہجہانپور سے

کسقدر فاصلہ پر ہے - مہربان من آپکی آنکھوں کے سامنے جو آفتاب ہی

کیا آپ مجھے بتا دینگے کہ کسقدر فاصلہ پر ہے اور شاہجہانپور سے کتنے میل پر

ہی - اس الزام میں پنڈت صاحب بہت حیرت میں ہونگے ؎

اُلجھا ہے پیر یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پنڈت صاحب - صاحبو میرا سوال نوٹ پر ہے جو میں نے مولوی صاحب

کی تقریر سے نوٹ کیا تھا اور آپکا جواب نہیں ہوا بلکہ آپ ٹال رہے ہیں

حضرت مولانا مہربانی فرماکر جواب دیجئے - اور میں تو جناب سائل ہوں

آپ مجھکو مجیب بتاتے ہیں میں جواب ہرگز نہیں دونگا آپ براہ مہربانی

میرے سب سوالوں کا جواب دیجئے اور شعر اشعار پڑھکر وقت کو ضائع

نہ فرمائیے -

مولوی صاحب:-

غالب تمہیں بتاؤ بھلا ہے جواب کیا

مانا کہ تم کہا کئے اور ہم سُنا کئے

صاحبان میں نے پنڈت صاحب کے ہر سوال کا جواب دیا اور اُس تقریر کا کہ دوزخ و جنّت شاہجہانپور سے کسقدر فاصلہ پر ہے - الزامی طور پر جواب دیا تھا کہ جناب آپ ایک محسوس چیز یعنی آفتاب کا اِس جگہ سے فاصلہ بتا دیجئے کہ کسقدر میل پر ہے تو آپ گھبرا کر فرماتے ہیں کہ میرا جواب نہیں دیا حالانکہ میں نے الزامی جواب دیا تھا تا کہ آپکو اس سے نتیجہ نکالکر سمجھا دوں - جواب اسی کو نہیں کہتے ہیں کہ تحقیق کے طور پر ذکر کیا جاوے بلکہ مخاطب کی حالات دیکھکر کبھی الزامی طور پر جواب دیا جاتا ہے سو میں نے جو کچھ آپ پر الزام قائم کیا ہے اگر آپ اسکو دفع فرما دیں تو گفتگو کا فیصلہ

دو چار منٹ میں ہو جاویگا مگر میں جانتا ہوں کہ جو شخص تعصّبات مذہبی کا

شکار ہو جاتا ہے وہ حق بات کے مان لینے میں بہت پہلوتہی کرتا ہے

اِسی وجہ سے پنڈت صاحب اینچ پینچ لگاتے ہیں تاکہ پبلک میں

جلد مان لینے کی خفّت نہو ؎

اِس لئے وصل کا اِنکار ہے ہم سے غالب

تا نہ سمجھیں کہ بہت جلد کہا مان گئے

پنڈت صاحب - صاحبو دیکھئے مولوی صاحب ناحق وقت کو

ضائع کرتے ہیں اور میری بات کا جواب ٹھیک نہیں دیتے اور میرے

اوپر اولٹا الزام قائم کرتے ہیں - میں سُورج کا فاصلہ جب تک

نہیں بتاؤنگا جبتک کہ مولوی صاحب دوزخ جنت کا فاصلہ نہیں

بتائینگے - میں شنکا سمادھان کرتا ہوں (رفع شکوک) یہ مجلس

مباحثہ کی نہیں ہے لہذا میرے سوال کا جواب دیجیئے۔

مولوی صاحب۔ آپ جو فرماتے ہیں کہ میں رفع شکوک کرتا ہوں مباحثہ نہیں ہے ذرا مہربانی فرماکر رفع شکوک اور مباحثہ میں فرق تو کر دیجئے دونوں کی تعریف کرکے تاکہ پبلک پر آپکی لیاقت کا اندازہ ہو جاوے۔ واہ جناب کتابوں کا دفتر بڑی آب و تاب سے لیکر ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لائے مگر آپ کے طرز سے معلوم ہو گیا کہ آپ کے سارے زور شور خطا ہو گئے ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

دوزخ جنت کا فاصلہ شاہجہانپور سے پوچھنے کی جواب میں میں نے جو الزام آپ پر قائم کیا تھا جسکی دفع سے آپ اسوقت تک سبکدوش

نہیں ہوئے اور آپکی پریشانی اور گھبراہٹ دیکھکر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ
آپ ہرگز اسکو دفع نکر سکینگے بلکہ میں آپ کو انعام دینے کو تیار ہوں
اگر آپ اس الزام کو اپنے اوپر سے دفع کردیں۔

یاد آیا

یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
میں الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پنڈت صاحب۔ صاحبو! مولوی صاحب جو بار بار اپنی تقریر میں
فرماتے ہیں کہ دوزخ جنت کا پتہ دوسرے مذہب کی کتابوں سے بھی
ملتا ہے اور حوالہ دیتے ہیں لیکن سوائے قرآن کے اور کسی کتاب میں اسکا
ذکر نہیں یہ صرف مولوی صاحب کا پبلک کو دھوکہ میں ڈالنا مقصود ہے
اگر آپ صحیح فرماتے ہیں تو کسی جگہ دکھلا دیں اور یوں تو ہر ایک کہدیتا ہے

ذرا مہربانی فرما کر مولوی صاحب کوئی کتاب پیش تو کریں۔

مولوی صاحب۔ اے شاہجہانپور کی عادل پبلک آپنے سُنا
کہ میرے حوالجات کے متعلق پنڈت صاحب کس عنوان سے تقریر
فرماتے ہیں!

لیجئے میں پیش کرتا ہوں پنڈت صاحب نوٹ کرتے جاویں
صاحبان میں منوسمرتی پڑھتا ہوں یہ میرے ہاتھ میں ہے اسمیں نہایت
کھُلے لفظوں میں متعدد مقامات پر اسکا پتہ چلتا ہے؟ سُنئے! منو کا پرمان
ہے کہ بہت بھوجن کرنا عمر اور تندرستی و بہشت اور ثواب کیواسطے نہیں ہے
اور دنیا میں باعث بدنامی ہے منوسمرتی ادھیائے ۲۔ اشلوک ۵۷ صفحہ ۳۱
اسمیں بہشت کا صاف لفظوں میں اقرار ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ پرلوک
میں اگنشی سورگ (بہشت) اور لوک میں سُکھ کے اچھیا کرنیوالا اوس

گرہست آشرم کو ہر روز دہارن کرتا ہے الخ ادہیائے ۳ - اشلوک ۷۹ صفہ ۷۸

تیسری[۳] جگہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں - جو برہمن کا ہم ذات موجود ہو تو اُس مُردہ
برہمن کو شودر نہ لیجاوے کیونکہ شودر کے چھُونے سے اوسکے سر پر اگن میں
آہُت دینا سورگ (جنت) کیواسطے نہیں ہوتا ادہیائے ۵ - اشلوک
۱۰۴ صفہ ۱۷۸ - چوتھی[۴] جگہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں - جو بعد وفات شوہر کی پتبرتا
استری برہم چرج میں قائم رہے تو بدون ہونے اولاد کے بھی سورگ (جنت)
میں جاتی ہے جیسے کُمار برہم چاری سورگ کو گئی ادہیائے ۵ - اشلوک ۱۶۰
صفہ ۱۸۸ - پانچویں[۵] جگہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں - کہ عورتوں کے واسطے یگیہ
اور برت اور اُپاس علحدہ نہیں ہے صرف شوہر کی خدمت گذاری میں سورگ
(جنّت) میں پہونچکر درجہ اعلیٰ پاتی ہیں ادہیائے ۵ - اشلوک ۱۵۵
صفہ ۱۸۷ - چھٹی[۶] جگہ ملاحظہ ہو اسی ادہیائے کے اشلوک ۱۵۹ میں فرماتے ہیں

اگر کہو کہ بدون ہونے اولاد کے سورگ (جنت) نہیں ملتا اس لئے اولاد کیواسطے دوسرا شوہر ضروری ہے اسکا جواب یہ ہے کہ کئی ہزار برہم چاری بدون ہونے اولاد کے سورگ کو چلی گئی تھے صفحہ ۱۸۷ - ساتویں جگہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں - گیانی اور اگیانی اور موکش و سورگ (جنت) کی اچھیا کرنے والوں کو تدبیر بتانے والا ایک وید ہی ہے ادھیائے ۶ - اشلوک ۸۴ صفحہ ۲۰۴ - اسکے علاوہ صفحہ ۲۰۶ اور صفحہ ۲۱۶ پر بھی سورگ (بہشت) کا صاف طور پر ذکر ہے - یہ تو جنت کے ثبوت ہیں میں نے نقل پیش کی جسکو پنڈت صاحب و دیگر حضرات نے بخوبی سُنا -

اب لیجئے دوزخ کے متعلق

منو جی کا پرمان ہے کہ کرموں کے دوش سے آدمیوں کی حالت اور نرک (دوزخ) میں پڑنا اور یم راج کے ملک میں برا دکھ پانا ان باتوں کو

دیکھئے یعنی بچار کرے ادھیائے ۶- اشلوک ۶۱ صفہ ۲۰۰- دوسری جگہ

ملاحظہ ہو لکھتے ہیں- اِن اٹھارہ نام بہئیں اور بہئین اور موت میں

بہئین زبون ہے کیونکہ بہئیں والا نرگ (دوزخ) میں جاتا ہے اور

جس نے بہئین ترک کردیا وہ سورگ (بہشت) میں جاتا ہے ادھیائے

۷- اشلوک ۵۳ صفہ ۲۱۶- تیسرا موقعہ ملاحظہ ہو- وہ انواع اقسام

کی تکلیف پاتے ہیں اور کوا- اُلو پرندا انکو کھاتے ہیں اور گرم بالُو کی

گرمی کو پاتے ہیں اور نہایت خوفناک کُنبھی پاک نام نرگ (دوزخ) کے

دُکھ بھگتتے ہیں ادھیائے ۲- اشلوک ۷۶ صفہ ۴۸۳-

پیارے دوستو میں نے آپکے روبرو منوسمرتی کے حوالے دکھلائے

اور آپکو پڑھکر سنادئے اور میں اپنی تقریر میں عرض کرچکا تھا کہ جسکو ہم

بہشت کہتے ہیں اوسکو منوسمرتی میں سورگ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور جسکو

دوزخ کہتے ہیں سمرتی میں اوسکو نرک کے لفظ سے بتایا جاتا ہے

ابتو میرے دوست پنڈت صاحب میرے خیال میں جنّت اور دوزخ

کے وجود کا انکار نہیں کرینگے اور خوب سمجھ گئے ہوں گے ع

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بُت کو خدا سمجھے

پنڈت صاحب۔ صاحبو! مولوی صاحب نے اسقدر دیر تک

پبلک کا وقت ضائع کیا اور منوسمرتی کو پڑھ گئے ہم کیا جانیں کہ

منوسمرتی کیا ہے۔ مولوی صاحب کو ایسا ثبوت پیش کرنا چاہیئے

جو ہمیں تسلیم کرادے ہم منوسمرتی سے غرض نہیں رکھتے۔

مولوی صاحب۔ حضرات! ابھی پنڈت صاحب کی طلب میں میں نے

منوسمرتی کے اشلوک پڑھکر سنائے کیونکہ پنڈت صاحب موصوف کو میرے

حوالجات سے انکار تھا اب آپ فرماتے ہیں کہ منوسمرتی کو ہم کیا جانیں

مہربانمن اگر آپ منوسمرتی سے بھی انکار کرینگے تو یاد رکھئیں کہ جس ستیارتھ

پرکاش پر آریہ سماج نے دال بھگو رکھی ہے وہ اتنی بھی باقی نہیں

رہیگی کہ اُس سے ڈو کنکوے بھی بن سکیں۔

اور لیجئے میں ستیارتھ پرکاش میں اسکا پتہ دکھلا تا ہوں سوامی

دیانند جی مہاراج لکھتے ہیں کہ جو گواہ عدالت شاہی میں یا اعلیٰ درجہ کے

لوگوں کی مجلس میں بخلاف اپنے دیکھنے اور سننے کہتا ہے وہ اس جہان

میں زبان کے کاٹے جانے سے دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوگا ستیارتھ

صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۹ء اور ستیارتھ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء اور صفحہ ۳۳۶ پر

نرک کا لفظ موجود ہے دیکھئے پنڈت صاحب آپکے سوامی دیانند بھی دوزخ

کا پتہ دیتے ہیں۔ اب فرمائیے جناب کوئی بات اور باقی رہی ہے

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں ۞ مجھسے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں

پنڈت صاحب۔ دیکھئے مولوی صاحب نے پھر وقت ضائع کیا اور ہماری اصل بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے آپکے بہت سے مباحثے دیکھے ہیں آپ ہمیشہ وقت کو ضائع کرتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ جناب آپنے میرا کونسا مباحثہ دیکھا ہے مہربانی فرما کر ذرا حوالہ تو دیجئے۔

پنڈت صاحب۔ حضرت میں نے نگینہ کا مباحثہ۔ دیوریا کا مباحثہ دیکھا ہے وہ چھپا ہوا موجود ہے۔

مولوی صاحب۔ جناب نگینہ وغیرہ میں مباحثہ مولانا ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب نے کیا تھا میں نے تو نہیں کیا۔ اور نہ میں دیوریا میں مباحث تھا۔

پنڈت صاحب۔ معاف کیجئے گا میں نے جناب کو ہی مولوی ثناء اللہ سمجھا تھا۔

مولوی صاحب۔

انداز جنوں کونسا ہم میں نہیں مجنوں

پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

واہ پنڈت صاحب ابھی تک آپکو اپنے مخاطب کا پتہ نہیں۔ ایسی مت گھبرائیے ذرا ہوش سنبھالیے خدا کیلئے ابکی دفعہ کسی اور کو نہ سمجھ جائیے میرا نام مبارک حسین ہے، اور سنبھل کا رہنے والا ہوں اور دارالعلوم یونیورسٹی" دیوبند کا سندیافتہ ہوں اور میرٹھ کی مدرسہ عربیہ دارالعلوم جامع مسجد کا مدرس اوّل ہوں اسکو خوب حفظ کر لیجئے کبھی پھر فراموش ہو جاوے ؎

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے

پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

پنڈت صاحب۔ صاحبو! مولویصاحب نے اسقدر تقریریں کیں در حقیقت کچھ فائدہ حاصل نہوا اور نہ اسوقت کوئی ٹھیک جواب دیا؟ خیر میں اب اس مضمون کو

چھوڑتا ہوں اور یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپنے جو قرآن شریف کی صداقت بیان کرتے

ہوئے فرمایا۔ کہ ویدوں میں فرق ہے قرآن میں فرق نہیں ہے یہ بالکل خلاف

ہے ویدوں کا ترجمہ دکھلا کر ہو بصفا ثابت کریں یوں کہدینا بہت آسان ہے

جناب مولوی صاحب یا تو دکھلائیے ورنہ یاد رکھیئے پبلک آپکے دھوکہ میں آنے

والی نہیں ہے

مولوی صاحب

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتی

تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کیلئے

صاحبان آپنے دیکھا کہ میرے جوابات جو کچھ میں نے عرض کئے کیسے تھے پنڈت

صاحب فرماتے ہیں کہ ٹھیک نہیں۔ سوامی جی جو ستیارتھ کے اندر

ہٹ دھرموں کی مذمت فرما رہے ہیں وہ درحقیقت ایسے ہی لوگوں کیواسطے تحریر

کرگئے ہیں۔ پنڈت صاحب آج آپ جس چکر میں آئے ہیں آپکا جی جانتا ہوگا

جناب میدان گفتگو میں قدم رکھنا سہل نہیں ہے ؎

قدم رکھنا سنبھلکر میکدے میں پیر جی صاحب

یہاں پگڑی اوچھلتی ہو اسے میخانہ کہتے ہیں

آپ کی ہٹ دھرمی دیکھکر جی چاہتا ہو کہ یہ شعر پڑھوں ؎

جفا جو سنگدل بے رحم و ظالم

لقب جتنے ہیں اونکے تم ہی ہو وہ

حاضرین جلسہ! میں دیکھتا ہوں کہ پنڈت صاحب اِس گفتگو سے سخت پریشان ہیں اسیوجہ

سے جناب نے مضمون بدلکر مجھسے دوسرا حوالہ دریافت کیا ہو کہ ویدوں کے ترجمہ میں تعارض

دکھلائے۔

سُنئے؟ یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۱ میں لکھا ہو جو میں نے عرض کیا تھا کہ

پرمیشور کے ہزار آنکھیں ہیں ہزار مُنہ ہیں ہزار ہاتھ ہیں ہزار پیر ہیں۔ اجب اہل اسلام کیجانب سی تنقید شروع ہوئی کہ ایک مُنہ پر دو آنکھیں ہوتی ہیں تو اس حساب سے ہزار مُنہ پر دو ہزار آنکھیں ہونی چاہیئے تھیں ورنہ شبہ ہوتا ہی کہ آریہ کا خدا کانا ہی اسیطرح دو ہزار ہاتھ اور دو ہزار پیر ہونے چاہیئیں تھے ورنہ لازم آتا ہی کہ آریہ کا خدا لنگڑا اور لولا ہی۔ دوسرے ایڈیشن میں جاکر اس منتر کا شبہ سی بچاکر ترجمہ لکھا جاتا ہی کہ پرماتما کی بیشمار آنکھیں ہیں۔ بیشمار مُنہ ہیں۔ بیشمار ہاتھ ہیں۔ بیشمار پیر ہیں حالانکہ اس منتر میں لفظ سہسر کا موجود ہی جسکے معنی ہزار کے ہیں اور کوئی سنسکرت کے قاعدہ سی علامت جمع کی نہیں۔ تو اب بتائیے کہ اسکا ترجمہ بیشمار کونسے قاعدہ سی ہوگا۔ چنانچہ سیوک سٹیم پریس لاہور کا چھپا ہوا ترجمہ میرے ہاتھ میں ہی اسمیں ہزار کے لفظ کا پتہ نہیں۔ اب یجر وید کا ترجمہ سوامی دیانند مطبوعہ ۱۸۹۹ء نگم پرکاش سبجد ہوٹھ ضلع دہلی جو گُپتی شرما کے اہتمام سی شائع ہوا ہی میرے ہاتھ میں

موجود ہی۔ اِسمیں لفظ ہزارونکا موجود ہی اور یہ جمع ہے معلوم نہیں کون سے

قاعدے سے ترجمہ کیا گیا۔

پنڈت صاحب۔ جناب مولوی صاحب اِسمیں کچھ فرق نہیں۔ اگرچہ لفظ

ہزار کا موجود ہے لیکن مطلب دونوں کا اخیر میں جاکر ایک ہی ہوجاتا ہی آپ کا

اِس سے مدعا ثابت نہیں ہوگا صاف طور پر کہیں دکھلائیں۔

مولوی صاحب۔ صاحبان میں نے یہ عرض کیا تھا کہ لفظ سہسر ۳۱

ادھیائے کی پہلے منتر میں واقع ہوا ہی اوسکا ترجمہ ہزار کا ہی تو مہربانی فرماکر یا تو

پنڈت صاحب تسلیم کریں ورنہ کوئی وجہ بتاویں کہ کس قاعدے سی اسکا ترجمہ

بیشمار یا ہزاروں کا کیا جاویگا میں چند امور تنقیح طلب پیش کرکے پنڈت صاحب

سی دریافت کرتا ہوں وہ اِسکو تبلادیں فیصلہ جلد ہوجاویگا۔

اوّل اِس منتر میں لفظ سہسر موجود ہے یا نہیں۔

دوم - لفظ سہہتر مفرد ہی یا اسکے اندر سنسکرت کی قاعدے میں کوئی علامت

جمع کی ہے۔

سوم - اگر اسکو معنی میں جمع کی استعمال کریں تو کس قاعدے سے۔

امور مذکورہ میں پنڈت صاحب غور فرما کر جواب دیں۔

پنڈت صاحب۔ صاجو! میں اِن باتوں کا کیوں جواب دُوں

مجھے کیا ضرورت ہے۔

مولوی صاحب۔ حاضرین جلسہ! یہاں اِسوقت جلسہ میں ہر قسم کے

طبقہ کے لوگ موجود ہیں۔ بتائیں کہ یہ امور جو میں نے دریافت کئے ہیں

باقاعدہ ہیں یا بے قاعدہ اگر بے قاعدہ ہیں تو میں واپس لوں ورنہ پنڈت

صاحب کو آپ جواب دینے پر مجبور کریں یا اس گفتگو میں مجھے فتح دیں۔

ف نوٹ - تمام ہندو مسلم پبلک نے تسلیم کیا کہ پنڈت صاحب کو باقاعدہ جواب دینا ہوگا ورنہ اس گفتگو کا فیصلہ پنڈت صاحب کے خلاف ہوگا ۱۲ منہ۔

پنڈت صاحب۔ اچھا جناب میں جواب دیتا ہوں کہ لفظ سہسر

یجر وید میں موجود ہے اور یہ لفظ مفرد ہے ترجمہ میں سوامی جی کے جو ہی

وہ ترجمہ جمع کا ہے یہ مجھکو تسلیم ہے مگر آپ اس سے کیا نتیجہ نکالینگے۔

مولوی صاحب۔ جناب میں اس سے کچھ نتیجہ نکالوں ذرا آپ

مہربانی فرماکر اسپر دستخط کردیجیئے کہ اسمیں باوجود کوئی علامت جمع

نہونے کے ترجمہ ہزاروں کا کیا گیا۔

پنڈت صاحب۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ لفظ سہسر کے معنی ہزار کے ہیں اور

بیشک سوامی جی نے ہزاروں جمع کیا تھا اسکا ترجمہ کیا ہے لیکن میں دستخط

نہیں کرونگا۔

مولوی صاحب۔ دیکھیئے حضرات میرا مطلب ثابت ہو گیا کہ اس

لفظ کا ترجمہ ہزار ہے جیسا کہ ایک ترجمہ میں کیا گیا ہے اور دوسرے

ترجمہ میں ہزاروں اور بیشمار کیساتھ کیا گیا ہے یہی میں نے عرض کیا تھا۔ اِسوقت

گفتگو کا نتیجہ میرے حق میں کامیابی ہی چونکہ اسپر فتح اور شکست کا دار مدار ہے

اِسوجہ سے پنڈت صاحب دستخط کرنے سے انکار فرماتے ہیں۔

دیکھیے میں فیصلے کے طور پر آپ حضرات سے دستخط لونگا کہ میرا مدعا ثابت ہو

اور پنڈت برجکشور صاحب نے گفتگو میں تسلیم کر لیا لہذا یہ مباحثہ ختم ہے۔ اور

التماس یہ کہ آپ حضرات میں سے منصف مزاج تین اصحاب اسپر دستخط کر دیں

خصوصاً پنڈت مکٹ بہاری لعل صاحب جو ایک بڑے منصف مزاج شخص ہیں اگرچہ

سماج کیجانب سے پردہان ہیں مگر اُنکی منصف مزاجی سے اُمید ہو کہ دستخط فرمائینگے

اور دو معزز اشخاص اہل اسلام سے دستخط کر دیں۔

تحریر منجانب اہل اسلام و اہل ہنود

بطور فیصلہ

ہمارے روبرو پنڈت برجکشور نے لفظ سہسر کا ترجمہ ہزار کا تسلیم کیا اور دستخط سے

انکار کیا یہ اونکی شکست کی علامت ہو ÷

(پنڈت) مکٹ بہاری لعل بقلم خود ÷ (حاجی) عبدالقادر خاں بقلم خود ÷ محمد سخاوت علیخاں بقلم خود

تالیفات تاج المناظرین راس الواعظین حضرت مولانا محمد مبارک حسین صاحب محمودی سنبھلی مدرس اول مدرسۂ عربیہ دار العلوم جامع مسجد میرٹھ شہر

آئینہ اسلام	اس کتاب میں اسلام کی صداقت پر بحث کرکے ثابت کر دیا ہی کہ حقیقی سرچشمہ اسلام ہی ہے .... قیمت ۲ر
آئینہ معراج	معراج شریف آنحضرت صلعم پر جو آریہ سماج کے اعتراض ہیں اونکے دنداں شکن جواب دیے گئے ہیں ...... قیمت ۲ر
براہین مبارکیہ رد تناسخ آریہ	آریہ کے مسئلہ تناسخ کی تردید منطقی اور فلسفیانہ دلائل سے ۔ قیمت ۲ر
ضیاء الاسلام	حضرت مولنا کا وہ پُر درد وعظ جو سرائے متصل لال مسجد بریلی میں نماز روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ کلمہ طیبہ کی فضائل پر تین گھنٹہ بیان فرمایا تھا قیمت ۲ر
فتح اسلام مناظر خورجہ	جو مابین اہل اسلام و آریہ سماج کے ۱۹-۲۰-۲۱ مارچ ۱۹۱۶ء میں ہوا جسکے اندر ایک پنڈت اور چار دیگر ہندوؤں کا اسلام قبول کرنا معہ سوال و جواب قیمت ۲ر
خیالات محمودی برحالات دیانندی	جسمیں سوامی دیانند مہاراج کی خود نوشتہ سوانح عمری کو اندرونی شہادت سے ثابت کیا ہی کہ وہ کس جون میں جانیکے قابل تھے ...... قیمت ۱ر
مباحثہ رسول پور	جو مابین اہل اسلام و آریہ سماج کے ہوا تھا .... قیمت ۲ر
رسول اللہ کی حکم کی تعمیل اور گائے کے فوائد	لالہ گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ میرٹھ کی تردید جو کہ بابا ابو رحمت حسن قادری نے کی تھی قیمت

ملنے کا پتہ خاکسار محمد ابراہیم سنبھلی متعلم مدرسہ عربیہ دار العلوم جامع مسجد میرٹھ شہر

خورجہ میں ۳½ گھنٹہ بیان فرمایا قیمت ۲ر